JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES
ISSN 2663-192x

Journal of Academic Research for Humanities (JARH)Vol. 2, No. 1(Jan-Mar 2022)

خانقاہی نظام کا صوفیت میں کردار: شخصیت سازی کیلئے اسلامی تناظر میں تجزیاتی جائزہ

Role of Monastic System for Sufism: An Analytical Study for Personality Development in Islamic Perspective

Published online: 31-03-2022

Imtiaz Begum
PhD Scholar
Department of Quran O Sunnah
Karachi University, Karachi
(Pakistan)
Email: imtiaz.javed.ij@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0001-9409-9950

CORRESPONDING AUTHOR
Imtiaz Begum
PhD Scholar
Department of Quran O Sunnah
Karachi University, Karachi
(Pakistan)
Email: imtiaz.javed.ij@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0001-9409-9950

Abstract:

In the contemporary social system, the scientific inventions and technology has brought the humans closer. The humans have become accustomed to lavish style of life. However, we also observe the lack of care and detachment towards the fellow humans. The spiritual system of Islam purifies and enlightens the inner self. When the heart is pure, the morals are ascended as well. When a person is drowned in the love of Allah and his Beloved Rasool Allah SAW, he is never selfish and greedy, rather he is the helper of humanity. In the context of Pakistan, it is necessary to make people aware of the nurturing effects of Rasool Allah SAW morality through the pure teachings of the monastic system. So that Pakistani Muslims can live a peaceful life. The practical examples of patience, tolerance selflessness, justice and kindness can only be found in the learned people of spiritual system. The spiritual strength is the prerequisite to overcome impracticality, uncertainty and pointlessness. This makes our life meaningful, dynamic and active roles are cultivated at the height of confidence which can only be found in the spiritual system. Guided by the Holy Quran and the biography of the Prophet SAW, not only do we find the laws to govern the state we are also given guidance and lessons on purifying the heart and soul. So that every individual can fulfill their responsibility in the best possible way and a peaceful welfare society can be established

Keywords:

Spiritual System, Monastic System, Basic Humanity, Pakistani Muslims, Lavish Style

خانقاہی نظام ایک تعارف،لفظی و اصطلاحی معانی:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا(سورۃالشمس:9) آیت ِمبارکہ میں کامیابی اور تزکیہ ساتھ ساتھ ہیںکامیابی مشروط ہے تزکیہ نفس سے، اور نفس کا تزکیہ محبت ِ حقیقی کے بغیرناممکن ہے۔ راہ ِ الٰی اللہ پر چلنے کے لئے ایک رہنما، رہبر یا ایسے استاد کی ضرورت پڑتی ہے جو ذکر ِ الٰہی، مراقبہ، یکسوئی ،کے آداب کے ساتھ باطنی بیماریوں، قلبی خرابیونسے آگاہ بھی کرے اور دور کرنے کے طریقے بھی سکھائے نتیجہ اخلاقِ حسنہ اور حکمت و دانائی گفتار و کردار سے نظر آئے۔ نیکی اور صالحیت روز مرہ کے امور ِ زندگی میں دیانت، صداقت،امانت،سخاوت ،شجاعت، حلم، صبر، شکر، بے غرضی، استقامت، وقار کی شکل میں دکھائی دے۔ صفائے قلب و باطن اور نفس کے تزکیہ سے مومن کی شان بلند ہو ۔ اللہ نےفرمایا: وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًاؕ (سورۃالمزمل:8)

نام مبارک میں یوں استغراق کہ دل ھمہ وقت رب سے جڑا رہے۔''ہتھ کا رول دل یا رول''،جس نظام کے تحت مذکورہ صفات اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اُسے خانقاہی نظام کہتے ہیں۔ خانقاہی نظام ہی روحانی نظام کہلاتا ہے۔ اورروحانیت کے لئےاسلامی کتب میں جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ تصوف ہے۔

'' تصوف جذبہ اخلاص کا نام ہے جو ضمیر سے متعلقہے اور ضمیر نورِ باطن ہے صوفی اللہ کی معرفت سوچتاہے اسی کے عشق میں ڈوبا رہتاہے اللہ کو دیکھنے اور اللہ کے ملاقات کے شوق میں اپنا سب کچھ قربان کردیتاہے۔ مظاہر فطرت، سمندر کی طغیانی اور سکون میناپنے آگے پیچھے اوپر نیچےصوفی کو ہر طرف اللہ ہی نظر آتا ہے''۔ (عظیمی،2012)

تصوف کے لغوی معانی:

روحانی خانقاہی نظام کےلئے لفظ''تصوف'' کثیر الاستعمال ہے ۔ یہ لفظ بہت بامعنی اور معروف ہے۔ لغت میں اس کے معانی یوں بیان ہوئے ہیں۔فیروز اللغات کے مطابق:'' صوفیوں کا عقیدہ یا مسلک، علم معرفت ، دل سے خواہشوں کو دور کرکے خدا کی طرف دھیان لگانا،تزکیہ نفس کاطریقہ، پشمینہ پہننا'' ۔ (فیروز الدین، اللغات اردو)

لغت کے مطابق تصوف صوفیوں کا مسلک ہے۔ ان درویشوں کا طرزِ حیات جوراہِ الی اللہ کے مسافر اور دنیوی آلائشوں، خواہشوں سے پاک کرکے خود اس سفر پر گامزن رہتے ہیں جس کی منزل فقط قربِ الٰہی ہے۔ علم معرفت وہ علم جو آپ کو خدا شناسی تک لے جائے۔ اُس رب کو اسطرح پہچان لینا کہ ہر ذرے میں ، گل میں، شجرو حجر میں اس کی صفات اُسی کی قدرتیں، اُسی کے جلوے، اُسی کے رنگ نظر آئیں۔ نفس برائیوں پر، شیطانیت پر اکساتاہے جب سخت ریاضتوں کے بعدنفس مغلوب ہوجائے اُس کی کثافتیں دور ہوجائیں تو اُسے نفس کا تزکیہ کہتے ہیں یہ تزکیہ ہی دراصل تصوف ہے۔ ''المنجدمیں تصوف لفظ کا مادہ'الصفو 'کے معانی یوں بیان ہوئے " الصفو: محبت میں خلوص، خالص اور عمدہ چیز،یوم صاف: ابروغبار وغیرہ سے پاک صاف دن" (المنجد عربی اردو)

اگر تصوف کا مادہ'الصفو'سے لیں تو اس کا مطلب ہے ۔ اللہ اور اللہ کے رسول محبوبِ خداﷺ کی محبت میں خالص ہوجانا۔ ابرو غبار سے مراد ہوگی دنیا کی محبتیں، مال کی محبت، اولاد کے محبت، دوست احباب، جنس مخالف کی نفسانی محبتوں سے دل کو پاک صاف کرکے خالص اللہ سے محبت کرنا، اللہ ہی کی آرزو کرنا۔ اللہ کے لئے جینا مرناہی روحانیت اوریہی تصوف ہے۔

تصوف کے اصطلاحی معانی:

تصوف کا لفظ خانقاہوں، درویشوں، روحانیت کی راہ پر چلنے والوں کے لئے مختص کیا گیا۔ اوران لوگوں نے بھی اس لفظ کو بخوشی قبول کیا یوں اب اصطلاح میں تصوف تزکیئہ نفس، تصفیئہ قلب، عشق الٰہی، عشق رسولﷺ کا نام ہے۔ اپنےمن میں ڈوب کر اللہ رسول کے لئے یکسو ہونے کا نام ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری لفظ تصوف کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر تصوف کو'صفا'سے مشتق مانا جائے تو اس سے وہ طریقِ زندگی مراد ہے جس کو اپنا کر قلب انسانی معصیت کی سیاہی اور اثم وعدوان کی آلودگیوں سے پاک و صاف ہوجاتا ہے۔ باطن سے ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں اور نتیجہ قلب صقیل ہو کر مہبط انوارِ الٰہی بن جاتا ہے''۔ (القادری ، حقیقت تصوف)

ڈاکٹر صاحب کی اس تشریح کے مطابق تصوف زندگی گزارنے کا وہ طریقہ ہے جس میں انسان گناہوں سے ، غلطیوں سے، گناہ ِ صغیرہ گناہِ کبیرہ سے ہر طرح سے ، نافرمانیوں سے پاک صاف زندگی گزارتا ہے۔ جس سے انسان کے اندر سے تمام تاریکیاں دور ہوجاتی ہیں اور قلب صاف ہو کر اللہ کے انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتا ہے۔

اصحاب ِ صفّہ:

علماء نے تصوف لفظ کو'اصحاب ِ صفہ'سے ملایا ہے یہ وہ لوگ تھے جو نبی کریم ﷺ سے تعلیم و تربیت پانے کے لئے دن رات مسجد نبوی شریف میں رہتے تھے۔ اور جن لوگوں نے گھربار، معاشی زندگی کو خیرآباد کہہ دیا ان کے بارے میں : ''تصوف لفظ کا تعلق صحابہ کرام کے اس مخصوص گروہ سے ہے جن کو اصحابِ صفہ کہا جاتا ہےاور جنھوں نے دنیا کی زندگی اور آرائشوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی، وہ رات دن تعلیمِ دین اور تزکیئہ نفس میں مشغول رہتے تھے'' ۔ (القشیری، تصوف کا انسائیکلوپیڈیا ، 416)

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعداد تقریباً اسی80سے چارسو400تک ملتی ہے۔ تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ یہ لوگ دن رات وہیں بسر کرتے اور جب آقا علیہ السلام ان کو کہیں بطور معلم بھیجتے تو یہ اپنی ذمہ داری بطریق احسن پورا کرتے، سورۃ الکہف کی مندرجہ ذیل آیت مبارکہ انہی صحابہ کی شان میں نازل ہوئی: وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ (سورۃ الکہف :28) ترجمہ:اور ثابت رکھئیے اپنے آپ کوساتھ ان لوگوں کے

جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہیں رضا اس کی (تفسیر تسہیل القرآن)

ان اصحابِ صفہ کی خصوصیات مندرجہ بالاآیت مبارکہ میں یوں بیان ہوئیں:

(1)ذاکرینِ الہیہ:

اللہ کو پکارنا، اللہ کے ذکر میں رہنا اس کی عبادت و بندگی کے سوا کوئی کام نہیں کرتے۔ گھر کو چھوڑا، گھر والوں کو چھوڑا، دنیا کی لذتوں سے کنارہ کیا۔ اور بس ذکر الہی کو اپنا لیا۔ ان کی پہلی خصوصیت یہی ہے کہ یہ لوگ ذاکرین ہیں۔

(2)بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ:

صبح و شام یعنی دن رات ان لوگوں کا یہی کام ہے، عام لوگ کے لئے تو رات آتی ہے آرام کے لئے اور دن ہوتا ہے فکرِ معاش کےلئے مگر یہ لوگ ہر گھڑی، ہر آن ، ہر لمحہ اللہ کے ذکر سے جڑے ہیں نہ کام سے غرض ہے نہ آرام کا خیال ہے ۔

(3)يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ:

صبح شام اللہ کے ذکر میں رہنے میں ان کا مدعا اور مقصود کیا ہے؟ یریدون وجھہ یہ لوگ اللہ کی رضا کے متلاشی ہیں، ہر وقت اس کی رضا کے طلبگار ہیں اس کے سوانہ دنیا کے طلبگار ہیں نہ جنت کی نعمتوں کا دیہان ہے۔ ان کا خیال ان کی فکر بس اپنے مولا سے جڑی ہے۔ وجھہ کا معنی اُس کا دیدار لیا جائے تو گویا وہ اللہ کے جلووں اور تجلیاتِ ذاتی و صفاتی کے آرزو مند ہیں انہیں اور کسی چیز سے غرض نہیں ۔

ان خصوصیات کی روشنی میں صوفی وہ ہوتا ہے جو دن رات اللہ کے ذکر میں محورہتا ہے۔ اور اللہ کی رضا کے سوا اس کی اور کوئی دینوی و اخروی آرزو نہیں ہوتی۔

"ان اصحابِ صفہ میں حضرت بلال،" حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت صہیب، حضرت عمار ،رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے عظمتوں والے صحابہ شامل تھے۔ (تفسیر تسہیل القرآن،472)

خانقاہی نظام کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں:

خانقاہی نظام کی خصوصیات محبتِ الہی، عشقِ مصطفیٰ کریم ﷺ، تزکیہ نفس،ذکر و اذکار،تفکرو مراقبہ، خشیت الہی، قرآن مجید کے باطنی اسرار کی تلاش، قیام اللیل، توبہ استغفار کی کثرت کرنا ہے۔ جس سے انسان کا باطن رو شن و منور ہوتا ہےاور اس کے اندر صفاتِ نبوی ﷺ کا رنگ آتا ہے۔

قرآن مجید میں اس حوالے سے یوں رہنمائی ملتی ہے۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ ہوں۔

محبتِ الہی:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[11] (سورة البقرة:165-19) اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نےبڑے مان سے ایمان والوں کا ذکر کیا کہ ایمان والے تو وہ ہیں جو اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ اشد حبا یعنی ان کے پیار، ان کی محبت میں شدت ہے۔ وہ اپنے رب سے ، اپنے محبوب سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ وہی ان کا مطلوب و مقصود ہے۔ وہی محبوب ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [12] (سورة آل عمران:31)

اور اس آیت مبارکہ میں اپنی اور اپنے محبوب کی محبت کو جوڑ دیا اور اتنے خوبصورت اسلوب سے کہ اگر تم اللہ کے محبت کرتے ہو تو اتباعِ رسول ﷺ تمہارا شیوہ زندگی ہو۔ اگر تم نے اس طریق کو اپنایا تو اللہ تمہیں محبوب بھی بنالےگااور تمہاری خطاؤں کو درگزر فرمائے گا۔ گناہوں کو معاف کردے گا۔

عشقِ مصطفیٰ کریمﷺ:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ا قْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (سورة التوبہ:24) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃالنساء:80) ان آیت ِ ربانیہ سے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے محبت و عشق کا سبق ملتا ہے کہ اے اللہ کو ایک ماننے والو! اس پر ایمان رکھنے والو، جب تک اللہ اور اللہ کے محبوبﷺ سے محبت دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر ، رشتوں ناطوں سے بڑھ کر نہ ہوگی قابل قبول نہ ہوگی۔ اور اطاعتِ الہی کی تمنا رکھنے والو، یادرکھو حضورﷺ کی اطاعت ہی تو اللہ کی اطاعت ہے۔

وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃالاحزاب:40) کہ اب کوئی اور نبی کوئی اور رسول نہیں آئے گا۔ میرے محبوب کے آنے سے انبیاء کی عمارت مکمل ہوگئی۔ حضورﷺ خاتم النبیین ہیں اب ہدایت مکمل ہوگئی ہے۔

محبت بھرے القابات:

يٰسٓ، طٰهٰ ، يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ،يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ان پیار بھرے القابات نےواضح کردیا کہ محمدﷺ کی شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے محبوب ہیں

تزکیہ نفس:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (سورۃالشمس:9) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (سورۃالاعلیٰ: 14)

اللہ رب العزت نےواضح طور پر بتادیا کہ تمہارا نفس تمہیں دنیا کی طرف، گناہوں کی طرف بلائے گا، مگر تمہیں ضبطِ نفس اور تزکیہ نفس کے ذریعے حقیقی کا میابی و فلاح دارین کو حاصل کرنا ہے۔

ذکر و اذکار:

وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (سورۃالمزمل:8) الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (سورۃآل عمران:191) صوفیاءذکر اذکار کے ذریعے اپنے قلوب پر ضرب لگاتے ہیں۔ کہیں ذکر ِ جلی اور کہیں ذکرِ خفی کے ذریعے ہر وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے ، پھرتے اور سوتے جاگتے اُسی کے ذکر میں مست الست ہوتے ہیں۔

تفکرو مراقبہ:

وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (سورۃالمزمل:8) اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (سورۃالنساء:82) فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (سورۃالقمر:17) فکر آخرت خود بہت بڑی عبادت ہے ۔ تفکر وتدبر انسانی ارتقاء اور ترقی کے زینے ہیںیہ یکسوئی کو بڑھاتے ہیں اور جو یکسو رہتا ہے وہ روبرو رہتاہے۔

خشیت ِالہی:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (سورۃالحدید:16) تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ (سورۃالزمر:23) خشیتِ الہی حکمت و دانائی کا زینہ ہے۔ خوفِ خدا میں راتوں کو جاگنا، گڑگڑانا، رونا اور اللہ کے حضور سر بسجود رہنا اللہ کو بہت پسند ہے۔

اور اللہ دلوں کے حال، چھپی ہوئی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (سورۃالحج:35) ایسے لوگ جو خوفِ خدا رکھتے ہیں ان کے آگے جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں خشیتِ کے نور سے بھر جاتے ہیں۔

قرآن مجید پر غور:

خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ (سورۃمریم:12) اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (سورۃالنساء:82) کلام الہی ایک ایسا سمندر ہے جس میں غور و فکر کرتے ہوئے۔ اس کے معانی و مفہوم کی تلاش میں جس نے بھی غوطہ لگایا وہ غوطہ خور محروم نہ رہا۔

اصلاح قلب:

اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (سورۃالصافات:37) وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ (سورۃق:50) اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃالرعد:28) قلبِ سلیم اس دل کو کہتے ہیں جو پاک اور بے عیب ہوتا ہے۔ اور قلب منیب رجوع کرنے والے دل کو کہتے ہیں، ایسے لوگ جو قلب سلیم اور قلب منیب رکھتے ہیں۔ ان سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

توبہ استغفار:

وَ اسْتَغْفِرْہُ۔اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا (سورۃالنصر:3) توبہ راہِ سلوک کے مسافروں کے لئے ہر قدم پر بہت ضروری ہے۔ جس طرح عمارت بنانے کے لئے علاقہ، زمین، خطہ درکار ہوتا ہے۔ اسی طرح عبادت و بندگی کی تعمیر کے لئے توبہ ضروری ہے۔ یہی تمام صفات راہ ِ سلوک، راہ تصوف پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہیں۔

خانقاہی نظام کے خدو خال سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں:

سیرۃ النبیﷺ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ رحمت ِعالم،نبیِ محترمﷺ اعلانِ نبوت سے قبل غارِ حرا جایا کرتے کبھی تین دن ،کے لئے کبھی سات دن، اور کبھی چالیس دن تک خلوت نشیں رہتے۔ اس خلوت نشینی میں آپ زیادہ تر ذکرِ الٰہی اور تفکر و تدبر میں مصروف رہتے اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (سورۃالقلم:4)آپﷺ کے اخلاقِ حسنہ کی ہر کوئی تعریف کرتا۔ قریشِ مکہ آپ ﷺ کی مثال دیا کرتے۔ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلی وحی کے موقع پر آپ کے اخلاق اور آپ کی غم خواری ،مہمان نوازی، خدمتِ خلق کی گواہی دی۔ ایک طرف مخلوقِ خدا کا اس قدر خیال کہ اللہ رب العزت آپ کے خلق ِ عظیم کا ذکر قرآن پاک میں فرمارہا ہے۔ دوسری طرف آپ اکیلے ہوتےتو اپنے رب کی عبادت اس قدر یکسوئی اور خشوع و خضوع سے کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہوجاتے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (۱)قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا (سورۃالمزمل:1-2) ترجمہ: اے جھرمٹ مارنے والےرات میں قیام فرما سوا کچھ رات کےیہ راتوں کا اتنا قیام، رکوع و سجود، خشوع و خضوع، یہ کیفیات ہی تو روحانیت کا جوہر ہیں۔ دن رات کا لمحہ لمحہ بندگی رب میں اس طرح گزارنا کہ معاملات زندگی ہوں تو اخلاق حسن و کمال کے ساتھ ہوں۔ رسول پاکﷺ نے فرمایا: ''حسن اخلاق سے بڑھ کر میزان میں بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی''۔ (اخرجہ ، 4/362)

یہ اخلاقِ کریمانہ عائلی زندگی ہےیا معاشرتی ومعاشی معاملات ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے مکمل نظامِ زندگی فقط 23برس کے عرصے میں دیا۔ اور اللہ پاک نے حکم دیا کہ: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (سورۃالاحزاب:21) ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔

گویا آپ ﷺ کی زندگی وہ کامل ترین اسوہ ہے۔ جس کی پیروی ہم پر لازم ہے۔ اب آپ کی مثل تو کوئی اور نہیں ہوسکتا،مگر آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت و عشق سے معمور دل لے کر آپ کے نقشِ قدم پر چلنا،آپ کی سیرت کی اتباع کرنا صوفی ازم ہے۔

شاعر ِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ اور روحانیت:

علامہ اقبال ، مفکر اسلام کی شاعری حریتِ فکر، یقینِ محکم، عشقِ رسول ﷺ کا پیغام دیتی ہےبانگِ درا، بال ِ جبریل، غرض آپ کا سارا کلام ایک زندہ و پائندہ کلام ہے۔ آپ محبتِ رسول ﷺ کا پیغام دیتے ہیں توفرماتے ہیں:

نگاہ ِ عشق و مستی میں ہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں ،وہی یٰس، ہی طٰہ (اقبال، کلیات اقبال
)

اور اہلِ ایمان کو جگانے کے لئے اِسی قوت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمد ؐ سے اجالا کردے (اقبال، کلیات اقبال)

یقین:

یقین کی بلند منازل کا ذکر کرتے ہیں تو آپ ؒ فرماتے ہیں

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کرلیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا (اقبال، کلیات اقبال)

گویا یقین کا اعلیٰ درجہ ہی اسے افضل الملائکہ بناتا ہے۔ اور یہ یقین شریعتِ مطہرہ پر حسن و خوبی کے کمال سے چلنےسے، جسے راہِ طریقت، روحانی و خانقاہی نظام کہتے ہیں اسی سے پیدا ہوتا ہے۔کیونکہ مشاہدہ قوتِ قلب سے آتا ہے۔

مومن کی صفات:

آپ ایک مومن کی شان بیان کرتے ہیں تو چار چیزوں، چار صفاتِ الہیہ کو اس میں دیکھنے کے آرزو مند ہیں:

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہےمسلمان (اقبال، ضرب کلیم)

مرد قلندر:

آپ ایک حقیقی صوفی، درویش کو ، اس کی شان ، اس کی عظمت اور اس کے اعلیٰ مرتبے کو شاعری میں یوں بیان فرماتے ہیں:

نہ تخت وتاج میں، نہ لشکروسپاہ میں ہے
جوبات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے (اقبال، بال جبرائیل)

علامہ اقبالؒ کی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو نشیب و فراز، اور متنوع رنگ ملتے ہیں۔ ابتدائی دور کی شاعری اور زندگی کےآخری حصے کی تصانیف ضرب ِ کلیم اور ارمغانِ حجاز میں فقر پر بہت سے اشعار نظر آتے ہیں۔

پیر عبد اللطیف خان اپنی کتاب میں فقرِ علامہ اقبال کو یوں لکھتے ہیں: ''علامہ کے نزدیک فقر ترکِ دنیا یا ترکِ علائق کا نام نہیں اور نہ ہی رہبانیت کو فقر کہتے ہیں۔ البتہ اس میں

مطالعہ کائنات اور مطالعہ ذات کے لئے خلوت نشینی میں وقت گذارا جاتا ہے'' ۔ (نقشبندی ،اسلام روحانیت اور فکر اقبال)

حدیث جبرائیل:

تصوف کا تعلق باطنی کیفیات سے ہے۔ جیسے قیام، رکوع وسجود نماز کے ظاہری ارکان ہیں۔ اِ سی طرح خشوع و خضوع، حضوری کی کیفیات نماز کے باطنی ارکان ہیں۔ ایک مرتبہ نبی کریمﷺ صحابہ کے جُھرمُٹ میں مسجدِ نبوی شریف میں تشریف فرماتھے۔ کہ ایک اجنبی سفید لباس، گردو غبار سے پاک آیا اور آپﷺ نے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ صحابہ حیران ہوئے کہ وہ شخص کوئی مقامی نہ تھا۔ اگرمسافر تھا تو سفرکی دھول، گرد لباس پر نظرآتی مگر اس کا لباس بالکل سفید تھا۔ اُس نےادب سے تین سوال کئے پہلا سوال کہ ایمان کیا ہے؟ جواب میں نبی رحمت ﷺ نے ایمانیات کا بتایا، تو اس نے پوچھا اسلام کیاہے؟آپ ﷺ نے ارکانِ اسلام کا ذکر کیا، اگر دین یہیں تک مکمل ہوتا تو وہ تیسرا سوال کہ احسان کیاہے؟ یہ نہ کرتا، آپ ﷺ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:ان تعبداللہ کانک تراہُ کہ تو اللہ کی عبادت اسطرح کر ے کہ تو اپنے رب کو دیکھ رہا ہے، اور اگر یہ نہیں تو کم از کم یہ احساس ہو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ ان دونوں باتوں کا تعلق کیفیات سے ہے۔ اور یہی باطنی کیفیات ، ان کے حصول کے طریقے صوفیاء نے اپنائے تو روحانیت کہلائی۔ آپ ﷺ کے فرمایا: اِنَّهٗ جِبْرَائِيْل جَاءَ لِيُعَلِّمَكُمْ دِيْنَكُمْ ۔ (صحیح البخاری:27:50) ''یہ جبرائیلؑ تھے جو تمہیں دین سکھانے آئے تھے''۔ یہی احسان تصوف ہے۔

علم تصوف تاریخ کے آئینے میں:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَ رَهْبَانِيَّةَ ۔ ابْتَدَعُوْ هَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْ هَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (سورۃالحدید: 27) "اور رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کیا تھا ہم نے اسے ان پر مقرر نہ کیا تھا ہاں انھوں نے یہ کام رضائے الٰہی کے لئے اختیار کیا پھر اسے نہ نباہ سکے جیسے اس کو نباہنے کا حق تھا"

اس آیت مبارکہ سے پہلےحضرت عیسیٰ ؑ اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ گویا اس آیت مبارکہ میں کلیسا کی تاریخ بتائی گئی ہے۔ لفظ رہبانیت رھب سے مشتق ہے جس کے معنی خوف اور ڈر کے آتے ہیں۔یعنی وہ طرززندگی جو خشیت الٰہی سے اختیار کی گئی یہ سب ان پر فرض نہ تھا مگر مقصود رضائے الٰہی تھاپھر وہ اسے نباہ نہ سکے۔ نباہ نہ سکے سے مراد یہ کہ انھوں نے غلو کیا۔

علامہ ابن منظور نے ان الفاظ میں اس کی وضاحت کی ہے:

"دنیا کے مشاغل کو ترک کرنا، اس کی لذتوں کو نظر انداز کردینا، اہل دنیا سے عزت گزینی، اپنے آپ کو طرح طرح کی مشقتوں میں مبتلا کردینا، خود کو بعض خصی کردیا کرتے اور بعض لوہے کی زنجیریں ڈال لیا کرتے اور اپنے آپ کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کردیتے تھے۔ (مودودی، 2000ء،129)

تاریخ میں ہےحضرت عیسیٰ ؑ کے بعد ظالم و فاسق لوگ غالب آگئے لوگوں نے ان کے خلاف جہاد کیا مگر شکست کھائی چند لوگ رہ گئے وہ پہاڑوں اور غاروں میں منتشر ہوگئے اور رہبانیت کا آغاز کیا۔ اور وہ ساری زندگی عبادت میں رہے۔ اس سے ان کا مقصد بھی فقط اللہ کی رضا اور خوشنودی تھی بعد میں آئے والوں نے اس میں اختراعات کا اضافہ شروع کر دیا تشدد اور ظلم اپنے اوپر اتنا کرتے کہ زندگی وبال جان بن گئی۔

"کسی نے زنجیر و سلاسل میں جکڑ لیا، کسی نے نیند حرام کرلی ، اسکندریہ کا سیٹ مکاریوس ہر وقت اپنے جسم پر اسّی پوند کا بوجھ رکھتا چھ مہینے تک وہ ایک دلدل میں سوتا رہا اور زہریلی مکھیاں اس کے برہنہ جسم کو کاٹتی رہیں"((مودودی، 2000ء)

اسی طرح بدھ مت ، ہندوازم میں اس حوالے سے افراط و تفریط سے کام لیا گیا۔ اسلام فرائض کی ادائیگی پر زور دیتا ہے۔آسانی کے ساتھ عبادت و ریاضت بھی ہے۔ اور اس لحاظ سے نبی پاک ﷺ کی زندگی کی کامل اسوہ ہے۔نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ آپ کے صحابہ کرام کی شخصیات ھمہ جہت تھیں۔ وہ بیک وقت مجاہد، تاجر اور درویش ہوا کرتے تھے۔

تابعین کا دور: عاشقِ صادق حضرت اویس قرنی ؓ اور تابعین حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ فقہ کے بھی امام تھے۔ اور ان کاکام درویشی تھا۔ قیام اللیل، خشیت الٰہی، گریہ و زاری مناجات یہ ان کا ہر روز کا معمول تھا۔ حضرت حسن بصریؒ بلند پایہ عالم تھے۔آپ کی تربیت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکے زیرِ سایہ ہوئی آپ نے بھی اپنا طرزِ حیا ت انتہائی سادہ اور اندازِ فقیرانہ رکھا۔آپ بھی رات رات بھر گریہ فرماتے۔علماء جبہ و دستار، علم قضا کوسنبھالنے لگے۔ علم الاخلاص اہل تصوف نے سنبھالا۔

تصوف برصغیر پاک و ہند میں:

محمد بن قاسم کی آمدکے ساتھ ہی مسلمان تاجروں کے دروازے کھل گئے۔ بنوامیہ اور بنو عباس کا ظالمانہ شاہی انداز بہت سے عرب مسلمانوں کو ہندوستان لے آیا۔صوفیاء کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو دوسری صدی ہجری سے ہی سندھ، پنجاب کے بہت سے علاقوں میں بزرگ آئے اور دین اسلام کی اشاعت کا کام ہوا۔

سلطان مسعود بن محمود غزنوی کے دور431ھ میں حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری لاہور آئے۔ اور آپ نے تمام وقت تبلیغ اسلام اور تصنیف وتالیف میں صرف فرمایا۔آپ نے " کشف المحجوب"جو علم تصوف کی مستند کتاب شمار ہوتی ہے۔ اس میں تقریباً 85 پچیاسی صوفیاء کے حالات مختصراً بیان فرمائے ہیں۔دورِ متاخرین میں سلطان الہندحضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیر یؒ میں،قطب الدین بختیار کاکیؒ،اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے دہلی میں، بابا فرید الدین گنج شکرؒ پاک پتن شریف، حضرت لعل شہباز قلندرؒسیہون شریف میں خلق خدا کو ایمان و اسلام کی ضیاء پاشیوں کے منور کرتے رہے۔

تصوف پراعتراضات:

اسلام کا روحانی نظام ہی انسان ک وعین الیقین، حق الیقین یعنی درجہ ایقان جو عبادت کی غرض ہے اس پر پہنچا سکتا ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (سورۃالحجر:99)اور اپنے رب کی عبادت کرو کہ یقین کو پا سکو۔

اعتراضات:

1-تصوف عجمی تصورہے اور اس کا اسلام کے کوئی تعلق نہیں۔

2-تصوف بے عمل،جاہل اور گنوار عاملین کا شعبہ ہے۔

3-سائنس اور عقل اسے تسلیم نہیں کرتی اس لئے سب جھوٹ ہے۔

جواب:

یہ سب اعتراضات جھوٹ اور غلط آراء پر مشتمل ہیں۔تصوف آج کی پیاسی اور روحانی سکون کی متلاشی دنیا کے لئے چشمہ آب ہے۔ تصوف کی تاریخ میں امام غزالیؒ اور مولانا جلا ل الدین رومیؒ جیسے بے شمارعلماءحق کے نام ملتے ہیں جنھوں نے خانقاہی زندگی کو پسند فرمایا۔

سائنس اور عقل کی اپنی بنیادیں ہی کمزور ہیں، عقل حواسِ خمسہ پر بھروسہ کرتی ہے جو محدود ہیں۔سائنس کی تو بنیاد ہی Trial and Error پر ہےجو خود اپنی پچھلی بات کو رد کرکےنئی نئی تھیوریاں سامنے لاتی ہے۔ ہمارا روحانی نظام محبتِ الٰہی اور عشق رسول ﷺ کی بنیادوں پر کھڑا ایک مضبوط، قابل عمل نظام ہے۔ جو افراد کو خودبینی، خدا بینی اور جہاں بینی سکھاتا ہے۔

عصرِ حاضر کے معاشرتی نظام میں سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی نے انسانوں کو جوڑدیا ہے مگر تاروں اور الیکٹرانک ذرائع سے حقیقتاً انسان سامانِ تعیش کا عادی اور مادہ پرست ہوکر انسانیت سے، غم خواری سے، پیار محبت سے دور ہوگیا ہے۔ اسلام کا روحانی نظام نفوس کو پاکیزہ اور منور کرتا ہے۔دل پاکیزہ ہوں تو اخلاق بلند ہوتے ہیں۔ انسان اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت سے سرشار ہو تو وہ خود غرض اور حریص نہیں ہوتا بلکہ انسانیت کی خدمت کرنے والا ہوتا ہے۔ آج ہمارے آلودہ ذہنوں کو پاک کرنے کے لئے روحانی قوت کی ضرورت ہے۔

پاکستان کے تناظر میں ضرورت ہےکہ صوفی ازم اور خانقاہی نظام کی پاکیزہ تعلیمات سے، اخلاقِ نبویﷺ کے پُرنو راثرات سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے تاکہ پاکستانی مسلمان بامقصد اورفعال زندگی گزارسکیں۔ تحمل، برداشت، رواداری، بےغرضی، عدل و احسان کا عملی نمونہ صوفیانہ تعلیم اور روحانی نظام کے تربیت یافتہ افراد سے ہی مل سکتاہے۔ صوفی ازم ہی کے ذریعے شدت پسندی اور عدم برداشت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید اور سیرۃ النبیﷺ سے رہنمائی لیں تو جہاں ریاست و حکومت بنانے کے قوانین ملتے ہیں۔ وہاں نفس کی پاکیزگی اور صفائے قلب و باطن کے لئے بھی سبق موجود ہیں تاکہ ہر فرد اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے ادا کرے اور پُرسکون فلاحی معاشرہ قائم ہوسکے۔

حوالہ جات:

القرآن

المنجد عربی اردو، دارالاشاعت کراچی

القادری ، ڈاکٹر محمد طاہر ،حقیقت تصوف، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

اخرجہ،الترمذی فی السنن: کتاب: البروالصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی حسن الخلق (4/362

اقبال ،علامہ محمد ،کلیات اقبال ، خزینہ علم و ادب لاہور

اقبال ،علامہ محمد ،کلیات اقبال،ضرب کلیم ، خزینہ علم و ادب لاہور

اقبال ،علامہ محمد ،کلیات اقبال ، بال جبرائیل ، خزینہ علم و ادب لاہور

القشیری، ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن،رسالۂ قشیریہ ، ترجمہ: تصوف کا انسائیکلوپیڈیا ، مترجم: محمد عبدالنصیر بن محمد عبدالبصیر العلوی،مکتبہ رحمانیہ، اقراء سنٹر ، غزنی سٹریٹ اردو بازارلاہور

تفسیر تسہیل القرآن ، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

نقشبندی ،پیر عبد اللطیف ،اسلام روحانیت اور فکر اقبال، ضیاء القرآن لاہور

محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الایمان،باب سوال النبیﷺ عن الایمان، الاسلام والاحسان:27-1الرقم:50

مودودی، مولانا ابو الاعلی(2000ء)تفہیم القرآن ،ادراره ترجمان القرآن، لاہور

فیروز الدین ، الحاج مولوی مرحؤفیروز اللغات اردو،م، فیروز سنز لمیٹڈ

عظیمی ،شمس الدین (2012) احسان و تصوف، ملتان :بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ،